كُنتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائشی نبوت کے قائلین سے علامہ محمد اشرف سلوی کے

29 سوالات کے جوابات پر مشتمل

تجلّیاتِ علمی

فی ردّ نظریاتِ سلوی

حصہ دوم

مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

امیر جماعت اہلسنت انٹرنیشنل

ناشر

مکتبہ مخدومیہ

(دربار شریف) سوئیں حافظاں نزد دیول

تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ (الطبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائشی نبوت کے قائلین سے علامہ محمد اشرف سلوی کے

29 سوالات کے جوابات

پر مشتمل

تجلیات علمی فی رد نظریات سلوی

جلد دوم

مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

امیر جماعت اہلسنت انٹرنیشنل

ناشر مکتبہ مخدومیہ (دربار شریف) سوئیں حافظاں نزد بیول تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

0300-9120291

نام کتاب.................. تجلیات علمی فی رد تحقیقات سلوی حصہ دوم

تصنیف: .... مفتی محمود حسین شائق ہاشمی

اشاعت 2012ء

تعداد.................. 1100

قیمت.................. -/100روپے

مطبع.................. مکتبہ مخدومیہ (دربار شریف) سوئیں حافظاں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

(۱) جامعہ مخدومیہ۔ (دربار شریف سوئیں حافظاں) نزد بیول تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی۔
0300-9120291

(۲) جامعہ اسلامیہ سلطانیہ۔ مرکزی جامع مسجد منگلا کالونی واپڈا۔
0300-5160237

(۳) شاہد برادرز۔ برال منگلا کینٹ۔ 0344-5820132, 0544-639024

(۴) جامعہ قادریہ۔ نزد پیپسی کولا سمندری روڈ فیصل آباد۔ 0300-7614891

(۵) قریشی ہاؤس۔ ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 0300-4186575

(۶) محمد وسیم اکرم نقشبندی بریلوی. گوجر خان 0301-5738038

سوال نمبر 13:۔ کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ والی حدیث میں سلوی تاویلات۔علامہ سلوی فرماتے ہیں'' کیا اس حدیث (کُنْتُ نَبِیًّا) کو ظاہری معنی پر محمول کرنا واجب ولازم ہے؟

جبکہ یہ امر محل نظر ہے اور جمہور علماء کے نزدیک مؤول ہے۔

الجواب بعون اللہ جل جلالہ وبکرم رسول اللہ ﷺ:۔

ظاہری اور حقیقی معنی کو صرف بوقت ضرورت ترک کیا جاسکتا ہے

جی ہاں ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول کرنا لازم ہے اور واجب ہے کیونکہ حدیث صحیح حسن ہے اور تاویل کی ضرورت مشترک المعنی میں ہوتی ہے اور کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ مشترک نہیں تاکہ تاویل کی حاجت ہو مؤول مشترک کی ہی قسم ہے غالب رائے سے اس کے معانی میں سے کسی معنی کو ترجیح دی جاتی ''حسامی'' میں ہے والمول وھو ما ترجح من المشترك بعض وجوھه بغالب الرای

''اور حقیقی معنی ترک کرنے کیلئے ضروری ہے کہ حقیقت مہجورہ ہو یا حقیقت متعذرہ ہو جیسا کہ'' اصول الشاشی''میں لکھا ہے۔اور یہاں تاویل کی حاجت نہیں حقیقت متعذرہ نہیں مہجورہ نہیں۔لہذا ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول کرنا لازم ہے،واجب ہے۔

علامہ سلوی کی تاویلات ملاحظہ کریں

اور ساتھ ہی علامہ اقبال کی ہمنوائی میں کہہ دیں

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت   خدا و جبریل ومصطفٰے را

پہلی سلوی تاویل (حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ کی) مستقبل میں

حتمی طور پر ملنے والی نبوت کو تیقن حصول کی بنا پر صیغہ ماضی سے تعبیر کرتے ہوئے فرمادیا کہ
''اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنادیا ہے''

اقول نمبر 1۔ یہ تاویل باطل ہے کیونکہ حدیث پاک کے ساتھ جملہ حالیہ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ بھی ہے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ حال کا زمانہ اور اس کے عامل کا زمانہ متحد ہوتا ہے۔جس طرح جاء زید وھو راکب زید کی سواری کا زمانہ اور اس کے عامل کا زمانہ ایک ہے۔لہٰذا سیدنا آدم کا بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ کے زمانہ میں آپ کا نبی ہونا اس حدیث پاک کا صریح مدلول ہے لہٰذا علامہ سلوی کی پہلی تاویل باطل ہے۔
نمبر 2 یہ تاویل اس لئے باطل ہے کہ یہ حدیث پاک صحابہ کرام کے سوال یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّةُ؟
یارسول اللہ آپ کیلئے نبوت کب ثابت ہوئی ؟ کے جواب میں وارد ہوئی۔
واضح بات ہے کہ غار حرا کے واقعات کے بعد یہ سوال کیا گیا۔لہٰذا صیغہ ماضی سے مستقبل مراد لینے کی یہاں گنجائش ہی نہیں۔

دوسری سلوی تاویل۔ یہ تاویل کر لی جائے کہ عالم ارواح کی نبوت الگ ہے جیسے اس حدیث پاک سے ثابت ہے اور عالم اجسام کی نبوت الگ ہے۔گویا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نبوتوں اور دو رسالتوں سے نوازا۔جس طرح امام سبکی وغیرہ کا نظریہ ہے تو اس پر کیا فتویٰ عائد ہوگا؟

اقول: یہ تاویل قابل توجہ ہے امام سبکی وغیرہ پر فتویٰ عائد کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ وہ رسول اللہ کو کسی لمحہ نبوت سے خالی تسلیم نہیں کرتے۔وہ نبوت اولیٰ کو بھی مانتے ہیں

اور نبوت ثانیہ کو بھی مانتے ہیں۔اور علامہ سبکی نے کہیں بھی اور کسی وقت بھی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کے سلب کا قول نہیں کیا ہے۔

ثابت ہوا کہ علامہ سبکی کے نزدیک آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بوقت ولادت اور قبل اربعین سنہ نبوت اولیٰ کے ساتھ متصف تھے اور چالیس سال کی عمر مبارکہ میں نبوت ثانیہ کا ظہور ہو گیا۔

مقسم مطلق نبوت ہے اور اس کی دو اقسام ہیں نبوت اولیٰ ،نبوت ثانیہ

اس تاویل کی روشنی میں آپ کو درج ذیل امور تسلیم کرنا ہونگے۔

الف: ہمارے پیارے پیغمبر بوقت ولادت نبی تھے۔ چالیس سالہ عمر مبارک میں بھی نبی تھے خواہ نبوت اولیٰ کے ساتھ ہی متصف مانیں اور نبوت ثانیہ کو اس سے الگ مان لیں۔

ب: آپ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی کتاب ''تحقیقات'' میں لکھا کہ

''چھ ہزار سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہ تھے''

''لاکھوں سال نبی نہ تھے''

اس تاویل کی روشنی میں باطل اور غلط ماننا پڑے گا۔

نیز نبی کی تعریف ''انسان بعثه الله'' پر آپ کو دوبارہ غور کرنا پڑے گا۔لہذا اس تاویل سبکی سے سلوی کا کچھ نہیں بچتا۔

تیسری سلوی تاویل (کُنْتُ نَبِیًّا کی) یا یہ تاویل کر لی جائے کہ عالم ارواح والی نبوت ولادت شریف کے بعد بھی باقی تھی لیکن روح اقدس کے بشری بدن میں حلول کے بعد فی الجملہ حجاب طاری ہو گیا جس طرح کے عارف باللہ قطب سجانی فاسی کا نظریہ ہے اور علامہ نبھانی وغیرہ کا اور تدریجی طور پر اس حجاب کو دور کر دیا گیا۔

اور چالیس سال کے بعد مکمل طور پر حجاب مرتفع ہونے پر نزول وحی اور عملی اور بالفعل نبوت کا آغاز ہوگیا تو اس قول کے قائلین حضرات کسی فتویٰ کی زد میں آسکتے ہیں؟

یا ان سے درگذر کی کوئی صورت ہوسکتی ہے؟

اقول: یہ قائلین فتویٰ کی زد میں نہیں ہیں اس لئے کہ یہ قائلین آقا ﷺ کی پیدائشی بالفعل نبوت کے قائل ہیں البتہ وہ فرماتے ہیں کہ

بالفعل پیدائشی نبوت کے سامنے بشریت کا حجاب آگیا جس طرح آفتاب بالفعل موجود ہوتا ہے اس کے سامنے ''سحاب'' حجاب بن جاتا ہے۔ اسکی چمک اور تیز روشنی پردہ میں چلی جاتی ہے۔

علامہ نبہانی اور علامہ فاسی کی اس تاویل سے علامہ سلوی کا کچھ نہیں بچے گا اس لئے کہ علامہ سلوی اور اس کے ہمنوا منکرین پیدائشی نبوت ہیں۔ جبکہ مذکور علماء بالفعل پیدائشی نبوت کے قائل ہیں۔ حجاب میں ہونے سے شے کا عدم نہیں ہوتا۔ بلکہ حجاب میں ہونے سے شے کا موجود بالفعل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لہذا علامہ سلوی کا انکار نہ صرف پیدائشی نبوت کا بلکہ چھ ہزار سال بلکہ لاکھوں سال ہمارے نبی ﷺ کو مطلق وصف نبوت سے خالی قرار دینا، بالفعل اور بالقوہ کا چکر چلانا، عالم ارواح اور عالم اجسام کے حوالے سے ہمارے آقا ﷺ سے اتنی بڑی مدت کیلئے وصف نبوت کی نفی کرنا باطل قرار پایا۔

چوتھی سلوی تاویل (كُنْتُ نَبِيًّا حدیث کی) یا یہ تاویل کردی جائے کہ آپ کے نبی بنائے جانے کی تشہیر اور اشاعت کردی گئی تھی جبکہ دوسرے انبیاء علیہ وعلیھم التسلیم کی نبوت صرف علم الٰہی میں تھی ان کے اس طرح تشہیر و اشاعت نہیں کی گئی جیسے کہ اکثر علماء کرام اور

محدثین علیہم الرحمہ کا عندیہ ہے۔

اقول: یہ تاویل اس حد تک تو درست ہے کہ آپ کے نبی بنائے جانے کی تشہیر کر دی گئی تھی ۔لیکن اگر اس کا ساتھ ہی یہ مطلب بھی لیا جائے کہ فی الواقعہ اور بالفعل آپ نبی نہیں تھے۔ تو کلام خدا اور کلام مصطفےٰ میں کذب لازم آئے گا۔ کیونکہ ساق عرش پر بھی سیدنا آدم علیہ السلام نے لکھا ہوا دیکھا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

واضح ہے اگر آپ ﷺ اس وقت رسول نہیں تھے بلکہ مقصد صرف تشہیر تھا تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں تجدد و حدوث ہے ہی نہیں بلکہ اس میں دوام اور استمرار ہے لہذا ضروری ہے کہ جملہ ساق عرش پر لکھنے سے پہلے آپ کو وصف رسالت کے ساتھ متصف کر دیا گیا ہو ورنہ خارج (محکی عنہ) کے ساتھ عدم مطابقت کی وجہ سے کذب لازم آئے گا۔ اور کلام الٰہی میں کذب محال ہے۔ لہذا آپ کو بالفعل نبی تسلیم کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے صرف تشہیر مقصود ہو اور فی الواقعہ اور بالفعل آپ رسول نہ ہوں تو لازم آئیگا اسکے قرین جملہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں بھی صرف تشہیر مقصود ہو ورنہ انتشار فی الجمل لازم آئیگا جو کہ قبیح ہے کہ ایک جملہ میں حقیقت واقعی مقصود ہو اور دوسرے جملہ میں صرف تشہیر مقصود ہو اور وہاں حقیقت اس وقت بالفعل موجود ہی نہ ہو۔

علامہ سلوی کہتے ہیں ایک روایت كُتِبْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ بھی مروی ہے لہذا كُنْتُ نَبِيًّا کی ایسی تاویل کی جائے کہ روایات میں توافق رہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ كُنْتُ نَبِيًّا والی روایت تو صحیح حسن ہے اگر كُتِبْتُ نَبِيًّا والی روایت بھی

صحیح ثابت ہوتو ان میں کوئی تعارض نہیں دونوں کے الگ الگ محمل ہیں كُنْتُ نَبِيًّا کا مطلب ہے کہ میں تخلیق آدم کے وقت بالفعل نبی تھا اور كُتِبْتُ نَبِيًّا کا مطلب ہے کہ میرا بالفعل نبی ہونا لوح محفوظ پر لکھ بھی دیا گیا تھا۔ جب کہ ساق عرش پر مُحَمَّد رَسُولُ اللهِ لکھ دیا گیا تھا۔ مذکورہ حدیث میں سوالیہ الفاظ درج ذیل روایات کے ساتھ بھی مروی ہیں

مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّة ؟مَتَى جُعِلْتَ نَبِيًّا؟مَتَى بُعِثْتَ نَبِيًّا

مَتَى كُنْتَ نَبِيًّا؟مَتَى أُخِذَ مِيثَاقُكَ؟مَتَى خُلِقْتَ نَبِيًّا

آپ کے بارے بلا شبہ لکھ دیا گیا تھا وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اور یہ بھی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ (باعتبار خلق کے میں سب سے پہلا نبی ہوں اور باعتبار بعثت (ظہور) کے سب سے آخری نبی ہوں) لہذا اول النبیین بالفعل ہیں اور خاتم النبیین بوقت ظہور ہیں۔

ہمارے آقا اول بھی ہیں آخر بھی ہیں ظاہر بھی ہیں باطن بھی۔

خداوند عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفات اربعہ کے ساتھ متصف فرمایا ہے۔

كُنْتُ نَبِيًّا کا معنی میرے نبی بنائے جانے کا فیصلہ ہو گیا۔

اس میں تو کوئی خصوصیت نہیں اس لئے کہ فیصلہ تو ہر شے کا روز ازل ہی ہو گیا۔ اسی کو قضا و قدر کہتے ہیں لہذا علامہ سلوی دوسرے بزرگوں کے نام بطور ڈھال استعمال نہ کریں۔ بزرگوں کی تاویلات میں نفی اور انکار کا پہلو نہیں ہے۔ اور علامہ سلوی کا سارا زور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نہ کسی طرح وصف نبوت کی (لاکھوں سال کی مدت میں) نفی کی جائے۔